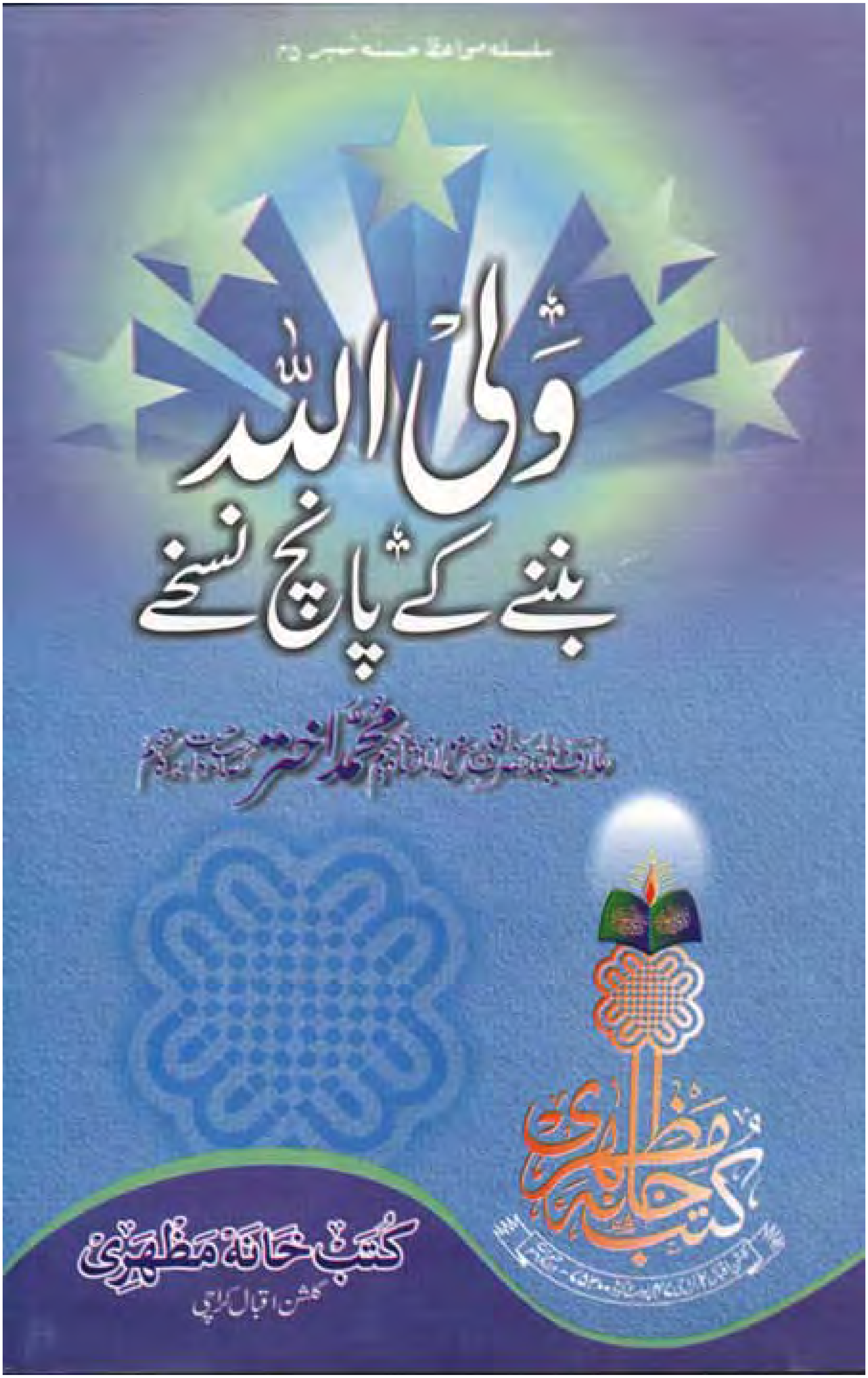


سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۲۵

ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال کراچی

سلسلہ

مواعظ حسنہ نمبر۔ ۴۵

ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کُتب خانہ مظہری
گلشنِ اقبال نمبر ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲ ، ۴۹۹۲۱۷۶

انتساب

احقر کی جملہ تصانیف وتالیف مرشدنا ومولانا

محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی صحبتوں کے فیوض وبرکات کا مجموعہ ہیں۔

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

فہرست

﴿ ضروری تفصیل ﴾

نام وعظ : ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے

واعظ : عارف باللہ حضرت اقدس مرشدنا ومولانا شاہ محمد اختر صاحب دام ظلالھم علینا الیٰ ماۃ وعشرین سنۃ

تاریخ: ۸/ذوقعدہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۴/فروری ۲۰۰۰ء بروز دوشنبہ

وقت: بعد نماز مغرب

مقام: مسجد اشرف واقع خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال بلاک نمبر۔۲ کراچی

موضوع: اہلِ جنت کی خاص علامت وخصوصیات قرآن پاک کی روشنی میں

مرتب : یکے از خدام حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزنگ : سید عظیم الحق ۱۔ ب ۳/۶۷ مسلم لیگ سوسائٹی ناظم آباد نمبر۔۱ ۶۶۸۹۳۰۰

اشاعت اوّل: ذوقعدہ ۱۴۲۲ھ مطابق جنوری ۲۰۰۲ء

تعداد:

ناشر: کُتبُ خَانَہ مَظہَرِیْ
گلشن اقبال-۲ کراچی پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے

محبی و محبوبی مرشدی و مولائی عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالھم علینا وعظ سے پہلے اکثر نعت کے اشعار یا عارفانہ اشعار پڑھوا کرسنتے ہیں، اور کبھی کسی شعر کی تشریح بھی درمیان میں فرمادیتے ہیں۔ پڑھنے والے نے آج جب یہ شعر پڑھا۔

تیری مرضی پہ ہر آرزو ہو فدا
اور دل میں بھی اس کی نہ حسرت رہے

تو ارشاد فرمایا کہ جو آرزو پوری نہ ہو اس پر جو غم ہوتا ہے اس کا نام حسرت ہے۔ گناہ کے تقاضوں پر عمل نہ کرنے سے بھی دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے لیکن یہ حسرت بھی نہ رہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی بھنگی پاڑے میں رہتا ہے، ہر وقت بدبو سونگھتا ہے، پورا ماحول بدبو سے بھرا ہوا ہے لیکن پھر اس فیکٹری میں جہاں عود اور شمامہ کا عطر کشید کیا جاتا ہے اس کی دید و شنید ہوگئی اور وہاں اس کو نوکری مل گئی۔ اب ہر وقت خوشبوؤں میں رہتا ہے۔ کچھ دن کے بعد اس کا ذوق خوشبو کا ایسا عادی ہوجائے گا کہ اس کو اپنے ماضی پر حیرانی ہوگی کہ آہ میں کہاں بھنگی پاڑے میں پاخانے کے

کنستروں میں پڑا ہوا تھا۔ کیوں نہ میں نے گلشن میں اور گلستانِ جوہر میں بڑا پلاٹ خریدا۔ اسی طرح جس گناہ گار کو اللہ والوں کی صحبت مل گئی اور اس کو ندامت ہونے لگی کہ آہ اب تک میں کہاں نافرمانی کی خبیث حرکتوں میں مبتلا تھا یہی دلیل ہے کہ اس کے قلب کی ناک کو حق تعالیٰ کی محبت کی پاک خوشبو مل گئی، اس کو ذوق اولیاء اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا ذوق نصیب ہوچکا۔ اس لیے اب اس کو تمنا بھی نہیں ہے، گناہوں کی حسرت بھی نہیں ہے۔ اس مثال سے بات واضح ہوگئی ورنہ بعض لوگ کہتے کہ گناہوں پر حسرت نہ ہونا بہت مشکل ہے لیکن ذوق بدل جاتا ہے، مزاج بدل جاتا ہے۔

میرے شیخ شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ٹھنڈک لگ رہی ہے، سردی سے کانپ رہے ہو لیکن ایک پیالی گرم گرم چائے پیتے ہو تو ٹھنڈک دور ہو جاتی ہے کہ نہیں؟ جب ایک پیالی چائے مزاج بدل سکتی ہے تو کیا اللہ والوں کی صحبت سے مزاج نہیں بدلے گا۔ اگر اللہ والوں کے ساتھ رہ کر بھی مزاج نہیں بدلا تو یہ شخص چور ہے۔ یہ بظاہر بھنگی پاڑے سے نکل آیا اور پھولوں میں رہتا ہے لیکن کبھی کبھی بھنگی پاڑے سے پاخانے کی ڈبیہ لاکر سونگھتا رہتا ہے۔ یہ خفیہ طور پر کسی گناہ میں مبتلا ہے۔ یا تو اس کی آنکھیں پلید ہیں اور یہ حسینوں کو تاک جھانک کرتا ہے یا پھراس کا قلب پلید ہے کہ گندے خیالات پکاتا ہے اور تنہائیوں میں چادر

اوڑھے ہوئے، ہاتھ میں تسبیح لیے ہوئے ماضی کے گناہوں کا تصور کرتا ہے اور کالج کے فرسٹ ایئر (Ist year) کے ایئر (year) یاد کرتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں کو حرام فرمایا اور اس پر قرآن پاک کی آیت کا استدلال ہے کہ:

﴿ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴾

اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوریوں سے باخبر ہے اور جو کچھ تم اپنے سینوں میں چھپاتے ہو، جو گندے خیالات پکاتے ہو اس سے بھی اللہ باخبر ہے۔ جب تم دل میں ماضی کے گناہوں کا تصور کرتے ہو اس وقت میں تمہیں کہاں یاد رہتا ہوں۔ حرام لذت لینے والو! ذرا ہوشیار ہو جاؤ۔ تم صاحب نسبت بنتے ہو، یہ کیسی نسبت ہے کہ اللہ تم کو یاد بھی نہیں آتا کہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔ گناہ کی گٹر لائنوں میں جانے کا سوچنے سے بھی دل گندا ہو جاتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے بن کے دیکھو۔ واللہ اختر قسم کھا کر کہتا ہے کہ اگر دونوں جہاں سے بڑھ کر لذت نہ پاؤ تو کہنا کہ اختر جھوٹا ہے اور اگر اللہ والا نہیں بنتا ہے تو میرا ساتھ بھی چھوڑ دو، مت رہو میرے ساتھ! اللہ کی ذات رشکِ دو جہاں ہے، دونوں جہان کی لذتوں سے زیادہ غیر محدود لذت اللہ کے نام میں ہے۔ اللہ کا نام رس ملائی رکھتا ہے، دونوں جہان کی مٹھائی رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خالقِ لذاتِ دوجہاں ہے، خالقِ لذاتِ کائنات ہے ،جو لذاتِ دوجہاں کا خالق ہے تو خود اس کا نام کیسا ہوگا،

جس کے نام سے دل کو چین ملتا ہے اس کا مسمّٰی کیسا ہوگا، جس کا ذکر اطمینانِ قلب کا ضامن ہے۔

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾

اے لوگو! سن لو اللہ ہی کے ذکر سے تم کو اطمینان اور چین ملے گا، اس کو چھوڑ کر کہاں حرام لذت تلاش کرتے ہو، کب تک پلید رہو گے، کب تک لید کے مقامات پر عاشق رہو گے۔ کچھ حیا اور شرم کرو۔ خطرے کی گھنٹی بج چکی، بال سفید ہوگئے۔ یہ دلیل ہے کہ اب تمہیں ڈیپارچر (**Departure**) کے لیے تیار ہوجانا چاہیے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ جب کھیت میں غلّہ پک جائے اور سفید ہوجائے تو سمجھ لو اب یہ غلہ کھیت میں رہنے نہیں دیا جائے گا۔ اب اس کا مالک اپنے کھلیان میں لے جائے گا، جب بال سفید ہوگئے تو اب کیا ماضی کی داستان اپنے دل میں دہراتے ہو۔ دل بھی تو پابند ہے میری بندگی کا۔ جب کہ تم میرے بندے ہو تو تمہارا دل میرا بندہ نہیں ہے؟ تم **بجمیع اجزاءہٖ** میرے بندے ہو، پھر آدابِ بندگی کیوں نہیں بجالاتے، اپنے قلب کو میری فرماں برداری میں کیوں مست نہیں رکھتے۔ میرے بن جاؤ پھر دیکھو لذت دو جہاں سے بڑھ کر پاؤ گے۔ اللہ، اللہ ہے، بہت بڑا، بہت پیارا مالک ہے جو لیلاؤں کو نمک دیتا ہے۔ اگر لذت دو جہاں سے زیادہ مزہ چاہتے ہو تو اللہ کو دل میں حاصل کرلو۔

وہ شاہ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

یہ اختر کا شعر ہے جو اس وقت آپ سے خطاب کر رہا ہے۔

ارے یارو جو خالق ہو شکر کا
جمالِ شمس کا نورِ قمر کا
نہ لذت پوچھ پھر ذکرِ خدا کی
حلاوت نامِ پاک کبریا کی

ورنہ مرنے کے بعد پچھتاؤ گے۔ واللہ کہتا ہوں خاص کران دوستوں سے جو رات دن اس فقیر کے ساتھ ہیں کہ جلد جست لگاؤ، ہمت مردانہ استعمال کرو۔

بلبل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہیے
پروانہ بولا عشق میں جل جانا چاہیے
فرہاد بولا کوہ سے ٹکرانا چاہیے
مجنوں نے کہا ہمتِ مردانہ چاہیے

تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہمت مردانہ استعمال کرو۔ اپنے زنانہ پن اور بزدلی کی عادتیں چھوڑ دو۔ ارادہ پر مراد ملنا یقینی ہے ان شاء اللہ۔ مگر ارادہ تو کرو، ارادہ میں جتنی طاقت ہے اس طاقت میں کوئی خیانت مت کرو تو ان شاء اللہ ولی اللہ بن جاؤ گے۔ بیچ بیچ میں شرح اس لالچ میں کرتا ہوں کہ شاید میری بات میرے دوستوں

کے دل میں اتر جائے اگرچہ تھک جاتا ہوں لیکن کیا کروں

میں تھک جاتا ہوں اپنی داستانِ درد سے اختر
مگر میں کیا کروں چپ بھی نہیں مجھ سے رہا جاتا

میں زندگی کا ضائع ہونا اپنے دوستوں کا کیسے برداشت کروں؟ میں نے زندگی ضائع کرنے والوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اور خود انہوں نے اقرار کیا کہ مجاز میں کچھ نہیں پایا۔ ان کی بھی چاندنی ڈھل گئی اور مولیٰ سے بھی محروم رہے۔ یہ ظالم وہ گدھا ہے جو دریا میں چاندڈھونڈ رہا تھا۔ چاند آسمان پر تھا۔ اس نے دیکھا کہ آج چاند دریا میں نظر آرہا ہے۔ آج موقع سے فائدہ اٹھالو۔ وہ دریا میں گھسا۔ اس کے پاؤں سے ریت پانی میں محلول ہوگیا جس سے پانی گدلا ہوگیا۔ چاند کا عکس بھی گیا اور اصلی چاند بھی نہ ملا اور نقلی چاند بھی نہ ملا۔ یہ وہ گدھے ہیں جن کو اصل اور نقل دونوں سے محروم موت آئے گی۔ اصل سے بھی محروم یعنی مولیٰ سے بھی محروم اور لیلیٰ سے بھی محروم کیونکہ کچھ دن کے بعد حسن ان کے چہروں سے زائل ہوجائے گا، تب یہ حواس باختہ ہوکر گریبان چاک کرکے روتے رہیں گے۔ یہ بات میں بہت بے ساختہ پیش کر رہا ہوں کہ فاختاؤں کو چھوڑ دو، خالقِ فاختاؤں سے ملو۔ میں اس عالم کی بات پیش کر رہا ہوں جس عالم میں سورج نہیں ہے۔ یہ دن اور رات سورج سے بنتے ہیں۔ یہ حسن کا زوال سورج سے ہوتا ہے، اسی سے دن بنتے ہیں، ہفتہ بنتا ہے، مہینہ بنتا ہے،

پھر سال بنتا ہے اور معشوق ۸۰ سال کا ہوجاتا ہے۔ مگر میں اس عالم کی بات پیش کر رہا ہوں جہاں آفتاب اور ماہتاب نہیں ہیں۔ حق تعالیٰ کی محبت کے نشہ کو پیش کر رہا ہوں، اس لیے میری تقریر میں ان شاء اللہ تعالیٰ زوالِ حسن کی کہیں دُور دُور سے بھی بو نہیں آئے گی کیونکہ حق تعالیٰ شانہ کے عالمِ قرب کی جو بات ہوتی ہے، وہاں زوال نہیں ہے، جمال ہی جمال ہے اور جمالِ لازوال ہے۔ زندگی پھر کہاں ملے گی؟ دوستو! جس دن موت آئے گی تو پھر زندگی کہاں پاؤ گے۔ اسی زندگی کو اللہ پر فدا کرنا ہے۔

دنیا کا کوئی ولی اللہ ایسا نہیں ہوا، اور اولیا کا غلام، سچا فرماں بردار اور متبع جس کو اللہ نہ ملا ہو۔ اللہ تعالیٰ تو دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ آؤ میری گود میں۔ اپنے دل کا ایک پھول اللہ پر فدا کردو اس کے بدلہ میں اللہ گلستاں دیتا ہے، صرف ایک گُل کے بدلے میں باغ کا باغ دیتا ہے پھولوں کا۔ ایک خونِ آرزو کرکے دیکھو، گلستانِ تمنا دیتا ہے۔

بہت غور سے سنو میری باتوں کو۔ شیخ کے انتقال کے بعد پھر پچھتانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ زندگی میں شیخ کی قدر کر لو اوراس کی بازِ شاہی یعنی تعلق مع اللہ سے نیک گمان رکھو اور اس سے شاہ بازی سیکھ لو۔ (جامع عرض کرتا ہے کہ اسی غزل کے ایک اور شعر کی تشریح فرمائی جو مندرجہ ذیل ہے)۔

سار ی د نیا ہی سے مجھ کو نفرت رہے
بس ترے نام کی دل میں لذت رہے

ارشاد فرمایا کہ ساری دنیا سے مراد ماں باپ، بیوی بچے اور اللہ والے نہیں ہیں۔ دنیا اس چیز کا نام ہے جو ہمیں اللہ سے غافل کردے۔ جو دنیا اللہ پر فدا ہو وہ دنیا نہیں، وہ تو آخرت ہے۔ لہٰذا بیوی بچوں کی محبت، ماں باپ کی محبت، شیخ کی محبت اور اللہ والوں کی محبت دنیا میں شامل نہیں ہے۔ وہ تو ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی محبت ملنے کے ذرائع ہیں۔ وسائلِ وصل کہیں اسبابِ فراق ہوسکتے ہیں؟ دنیا اسی کا نام ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا کردے۔ بس باقی دنیا نہیں ہے۔ یہ دوست احباب اللہ والے یہ تو ہمارے آخرت کے باغات ہیں۔ ان کے پاس بیٹھ کر ہمیں آخرت کے پھول ملتے ہیں، آخرت کی خوشبو ملتی ہے۔ ان کے ساتھ تو رہنا بھی مزے دار ہوتا ہے، کھانے پینے میں بھی مزہ آتا ہے۔(اس کے بعد حضرت اقدس نے بیان شروع فرمایا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

بعض وقت بعض مضمون کا وزن میرے دل پر آتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی اور مجلس کے لیے اس کو بچا کے رکھوں کہ آج فلاں دوست نہیں اس کی وجہ سے اس میں تاخیر کروں تو پھر اس کا وزن مجھے بیان پر مجبور کرتا ہے، پھر میں کسی کا انتظار نہیں کرسکتا، پیارے

سے پیارے کا بھی انتظار نہیں کرسکتا کیونکہ سب سے بڑا پیارا جب دل پر وزن ڈالتا ہے تو جتنے پیارے ہیں سب مغلوب ہو جاتے ہیں اور پھر میرے لیے ممکن نہیں ہوتا کہ آج نہ بیان کروں۔

لہٰذا اب جو میں بیان کر رہا ہوں یہ وہی مضمون ہے جس کو میں نے روکا تھا کہ کسی اور موقع پر بیان کروں گا مگر سب سے بڑا پیارا مجھے مجبور کرتا ہے لہٰذا ابھی میں اس کو بیان کرتا ہوں۔

اللہ کی عظمت کا حق

آسمان پر جس کی نظر نہیں ہوتی وہی ظالم زمین کا ڈھیلہ بن کر گناہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ اور یہ یقین کامل ہوجائے کہ میں زمین پر جس حسین یا حسینہ کو دیکھ رہا ہوں، بدنظری کر رہا ہوں اس وقت آسمان والا کیسا غضب ناک ہوگا، کیا بنے گا میرا۔ کیا اللہ کے غضب کی کوئی تاب لاسکتا ہے؟ سوچ لو جتنی دیر تک کسی گناہ میں انسان مبتلا رہتا ہے اللہ کا غضب مول لیتا ہے خواہ کوئی بھی گناہ ہو، وی سی آر (V.C.R) ہو، ڈش انٹینا ہو، ننگی فلمیں ہوں، مووی بنوانا ہو، ایسی شادی بیاہ میں شرکت ہو جہاں گناہ ہو رہے ہوں، گانے بج رہے ہوں، عورتیں مرد مخلوط پھر رہے ہوں، کوئی شرعی پردہ نہ ہو، دنیا میں جتنے بھی نافرمانی کے اعمال ہیں کسی کی رعایت سے ان گناہوں کو کرنا جائز نہیں ہے، نہ بادشاہِ وقت کی رعایت سے، نہ

اپنے ماں باپ کی رعایت سے، نہ غلط پیر اور نالائق مرشدین کے حکم سے کسی قسم کے گناہ کی اجازت نہیں۔ سب سے بڑا حق اللہ تعالیٰ کا ہے، اللہ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحبؒ نے سنایا تھا کہ ایک بزرگ کو بادشاہ نے بلایا اور کہا کہ سنا ہے کہ تم تصویروں سے احتیاط کرتے ہو، ابھی تصویر کھنچوانا پڑے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے جو عاشق ہوتے ہیں ان کی راہِ تقویٰ میں، ہمتِ تقویٰ میں، عزمِ تقویٰ میں، ارادۂ تقویٰ میں، گناہوں سے بچنے کے ارادوں میں اللہ اپنی مدد شاملِ حال کرتا ہے۔ ان بزرگ کے انکار پر بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ انہوں نے فوراً کہا یا باطن اللہ کا ایک نام ہے یا باطن جس کے معنی ہیں ''اے پوشیدہ''۔ بس وہ مخفی ہوگئے۔ سامنے ہی سے غائب! اب جلاد پوچھتا ہے کہ آپ نے جس کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا وہ تو پتہ نہیں کہاں چلا گیا۔ بادشاہ پڑھا لکھا تھا اس نے کہا ''یا باطن'' کہہ کر اپنے کو چھپالیا، اللہ نے اس کو دوسروں کی نگاہوں سے مخفی کردیا۔ اس کے بعد ''یا ظاہر'' کہہ کر پھر آگئے، وہیں تھے اور نہیں تھے۔ جب یا ظاہر کہا تو پھر موجود! بادشاہ نے جلاد کو حکم دیا پھر تلوار نکالو اور اس کو قتل کرو، یہ بادشاہ کا مقابلہ کر رہا ہے۔ لیکن وہ بادشاہ کے بادشاہ کی بات مان رہے تھے۔ پھر فوراً انہوں نے کہا یا باطن اور غائب ہوگئے۔ تین دفعہ ایسے ہوا کہ یا باطن کہہ کر

غائب ہوگئے اور یا ظاہر کہہ کر آگئے۔ تب بادشاہ کرسی سے اتر آیا اور پیر پکڑ کر رونے لگا کہ ہم کو نہیں معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کی اس طرح گناہوں سے حفاظت کرتا ہے۔

عمل کرکے تو دیکھو، اپنی ہمت کو استعمال کرکے تو دیکھو، اللہ تعالیٰ غیب سے مزاج بدل دے گا۔ عالم غیب میں عالمِ شہادت کا مزاج تبدیل کرنے کی طاقت موجود ہے۔ عالمِ غیب سے مراد اللہ تعالیٰ کا فیض ہے، ان کی رحمت اور کرم کی بارش ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش پابندِ موسم نہیں ہے۔ وہ ان کی مشیت میں ہے، جب چاہیں جس پر فضل کردیں۔ جیسے تائبؔ صاحب کا شعر ہے۔

طعنہ نہیں ماضی کا دیا جائے کہ ہم لوگ
تب اور طرح کے تھے ہیں اب اور طرح کے

اللہ کے فضل کی علامت

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس فضل کی علامت یہی ہے کہ جب گناہ سے بچنے کی توفیق اور ہمت ہو تو سمجھ لو کہ اب اللہ کے پیارے اور مقبول بن گئے کیونکہ اللہ اپنے مقبول بندوں کو گناہوں کی نجاست میں آلودہ نہیں ہونے دیتا۔ آپ اپنے بچوں کو گٹر میں گرتے نہیں دیکھ سکتے تو اللہ تعالیٰ ہر وقت ہم کو دیکھ رہا ہے اور اپنے دوستوں کو تو خاص نگاہِ کرم سے دیکھتے ہیں تو کیسے وہ اپنے دوستوں کو گناہ کی نجاستوں میں مبتلا ہونے دیں گے۔

اللہ تعالیٰ تو ہر وقت ہم کو دیکھ رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے ہماری دوستی میں کمزوری ہے، ہمارے تقویٰ میں کمزوری ہے، ہماری وفاداری میں کمزوری ہے، بے وفائی کے عذاب میں ہم مبتلا ہیں، ہم طاقت چور ہیں، ہمت چور ہیں، لعنتی حیات کے عادی ہیں، خوگرِ معاصی ہیں۔ اگر ہمت نہ کی تو ساری زندگی یوں ہی گذر جائے گی۔ جن لوگوں نے اپنی جان کی بازی نہیں لگائی اور شیخ کو بازِ شاہ سمجھ کر اُس سے شاہبازی نہیں سیکھی اور ہمت نہیں کی ان کو گناہوں کی آلودگی ہی میں موت آئے گی۔ بس فیصلہ کر لو کہ کیا چاہتے ہو، اپنی زندگی کا فیصلہ کر لو کہ گناہوں میں آلودگی کے ساتھ موت چاہتے ہو یا اللہ کی ولایت اور دوستی کا تاج سر پر رکھ کر مرنا چاہتے ہو۔ بس اس لیے آج سے ارادہ کر لو، ہمت کر لو کہ سو فیصد اللہ کا بن کر مرنا ہے۔

تقویٰ کی فرضیت کا ایک راز

اللہ نے قوتِ ارادیہ میں بہت طاقت دی ہے۔ اگر ہماری قوتِ ارادیہ میں معصیت سے بچنے کی طاقت نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ تقویٰ کو فرض نہ کرتا۔ بالغ ہونے سے لے کر مرتے دم تک اپنی خباثت سے خواہ برجستہ اور بے ساختہ گناہ کرتے کرتے کوئی کتنا ہی خستہ ہوجائے لیکن زندگی کے کسی دور میں اور زندگی کے کسی موڑ پر کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی اس رحمت اور فضل اور قوتِ ارادیہ سے محروم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے طاقت دی ہے، ہمت دی ہے لیکن اپنے کمینہ پن سے ہم اسے استعمال نہیں کرتے۔ البتہ بد پرہیزی کرتے کرتے ہماری قوتِ ارادیہ جو اللہ نے دی ہے اس کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ تو وہ نقصان خود ہم نے پہنچایا ہے اللہ نے نہیں پہنچایا، ہم نے اپنے گناہوں کی عادتوں سے ارادۂ تقویٰ کی طاقت کو نقصان پہنچایا ہے، سایۂ رحمت کو سر سے ہٹا کر سایۂ لعنت میں اپنے کو خود داخل کیا ہے، بدنظری کرکے حسینوں کو دیکھ کر۔ تو اے سایۂ لعنت میں رہنے والو! تم نے اپنے کو برباد کیا ہے، اللہ نے نہیں برباد کیا۔ اگر تم اپنی بری خواہشوں کو برباد کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہارے قلب کو آباد کردیتا ہے اور تم اس شعر کا مصداق ہوتے ؎

برباد محبت کو نہ برباد کریں گے
میرے دلِ ناشاد کو وہ شاد کریں گے

خوشیوں کی ضمانت

لیکن ہم خود کو کتنا ہی نقصان پہنچالیں پھر بھی تلافی ہوسکتی ہے۔ اگر تلافی نہ ہوسکتی تو اللہ تعالیٰ توبہ کا دروازہ نہ رکھتے لیکن آپ جو حرام خوشیوں سے شادابی چاہتے ہیں اس ویرانی سے اللہ تعالیٰ پناہ نصیب فرمائے۔ اگر آپ اپنی حرام آرزوؤں کو توڑ کر اپنے دل کو ناشاد کردیں تو اللہ آپ کو شاد کرے گا۔ اللہ کے راستے کے دلِ ناشاد کو شاد کرنے کی ذمہ داری اور کفالت حق تعالیٰ کی رحمت قبول کرتی ہے۔ عمل کرکے

دیکھو، یہ باتیں بنانے کا راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا راستہ باتوں سے نہیں طے ہوتا، ہمت اور عمل سے طے ہوتا ہے، ہمت کر کے دیکھو، نظر بچا کر دیکھو، ماضی کے پرانے خیال، گناہوں کے گندے خیال دل میں نہ لاؤ۔

لا الٰہ کی لذتِ فرار

حرام لذت سے ناآشنا ہوجاؤ اور اللہ تعالیٰ کی لذتِ حلال سے آشنا ہوجاؤ۔ اس میں آشنائی کا مزہ بھی ہے، ناآشنائی کا مزہ بھی ہے۔لا الٰہ کا بھی مزہ ہے، الاّ اللہ کا بھی مزہ ہے۔ اس میں لذتِ فرار بھی ہے اور لذتِ قرار بھی ہے۔ لا الٰہ میں غیراللہ سے لذتِ فرار بخشی ہے اور الاّ اللہ سے اپنی لذتِ قرار بخشی ہے۔ دونوں لذتیں ہیں۔

غیراللہ سے فرار کا زیروپوائنٹ(Zero Point)اور نقطۂ آغاز سارے عالم کی لذتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ وہ خالقِ عالم تک پہنچاتا ہے۔ جو بچہ دشمنوں کے نرغہ سے نکل کر بے ساختہ باپ کی طرف بھاگتا ہے تو کیا اس فرار میں اس کو مزہ نہیں آتا اور جتنا وہ باپ سے قریب ہوتاجاتا ہے، اس کا مزہ بڑھتاجاتاہے۔ لا الٰہ میں اللہ تعالیٰ نے غیراللہ سے فرار کی لذت عطا فرمائی ہے۔ لذتِ فرار کے زیرو پوائنٹ اور نقطۂ آغاز سے اس کے قلب کا قبلہ جو غیراللہ کی

طرف تھا اب مولیٰ کی طرف ہوگیا۔ لا الٰہ سے یہ فرار اس کو الاّ اللہ کی لذت قرار سے آشنا کرے گا۔ لہٰذا مولیٰ کی نگاہ اس کے دل پر کرم فرماتی ہے، مولیٰ کی نگاہ میں اس کو پیار ملتا ہے۔ اللہ کے پیار کے بعد سارے عالم کا مزہ اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ دنیا کی لذتیں مخلوق ہیں، اللہ تعالیٰ خالق ہیں، مخلوق کبھی بھی اپنے خالق کا مقام نہیں لے سکتی کیونکہ لذتِ مخلوقات محدود اور لذتِ خالق غیر محدود اور غیر فانی ہے۔ بس مخلوق کیسے اس کی مثل ہوسکتی ہے۔

﴿ لَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مِثَالَ لَهٗ ﴾

پھر نہ کہنا مرتے وقت کہ ہمیں خبر نہ ہوئی۔ سن لو اختر کی فریاد کو اور یاد کرلو ابھی سے اس کی بات کو، پھر پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا جس دن یہ زندگی ختم ہوجائے گی اور کھیتی کی فیلڈ ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

بلوغ روحانی کی علامت

لہٰذا کتنا زمانہ چاہیے آپ کو؟ کوئی بیس سال سے شیخ کے ساتھ ہے، کوئی تیس سال سے ہے۔ کوئی زمانہ تو چاہیے کہ اتنے زمانے میں آپ تقویٰ اختیار کرکے اللہ کے ولی ہوجائیں۔ بندہ جسمانی لحاظ سے جب پندرہ سال کا ہوجاتا ہے تو اچانک سیکنڈوں میں بالغ ہو جاتا ہے۔ بلوغ جسمانی میں تدریج نہیں ہے کہ آج دوآنہ بالغ ہوا،

کل چار آنہ بالغ ہوا، پرسوں چھ آنہ ہوا ایسا نہیں ہے۔ بلوغ تک پہنچنے میں تو دیر لگتی ہے لیکن بلوغ اچانک عطا ہوتا ہے اور بالغ ہونے والے کو محسوس ہو جاتا ہے کہ آج میں بالغ ہوگیا۔ اسی طرح روح بھی جب اللہ تک پہنچ جائے گی تو فوراً آپ کو محسوس ہو جائے گا کہ آج ہم روحانی اعتبار سے بالغ ہوگئے۔ کسی سے پوچھنا نہیں پڑے گا، شیخ سے بھی پوچھنا نہیں پڑے گا اور شیخ کی ذمہ داری بھی نہیں ہے کہ آپ کو بتائے کہ آپ بالغ ہوگئے۔ آپ کا احساس خود بتائے گا کہ آپ روحانی اعتبار سے بالغ ہوگئے، گناہ چھوڑنے کی ہمتِ مردانہ نصیب ہوجائے گی، پھر سارے عالم کو آپ للکاریں گے کہ پورا عالم کچھ نہیں ہے، نہ آفتاب کچھ ہے، نہ مہتاب کچھ ہے۔ اللہ کی عظمت کے سامنے ساری کائنات نظروں میں ہیچ ہوجاتی ہے۔

حال میں اپنے مست ہوں غیر کا ہوش ہی نہیں
رہتا ہوں میں جہاں میں یوں جیسے یہاں کوئی نہیں

اللہ والا بننا کوئی معمولی مقام ہے! نام سنا ہے اللہ والوں کا۔ لیکن اللہ اپنے کرم سے جب اللہ والا بنائے گا تب پتہ چلے گا کہ روحانیت کا کیا مقام ہوتا ہے۔ اللہ والا آسمان وزمین، سورج اور چاند، سلاطین کے تخت و تاج اور ساری کائنات کی لیلاؤں کو چیلنج کرتا ہے کیونکہ اللہ کو پاکر وہ دونوں جہان سے بڑھ کر مزہ پاتا ہے۔

وہ شاہِ جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

مگر اللہ کیسے ملے اس کا طریقہ کیا ہے؟ اب میں تھوڑی سی دیر میں اس کو پیش کرتا ہوں، باقی وضاحت ہوتی رہے گی۔

اللہ کی محبت کی تعبیر کا حق ادا نہیں ہوسکتا

ساری زندگی اللہ کے غیر محدود مضامین کے بیان کرنے پر بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ آج بیان کا حق ادا ہوگیا۔ اللہ کی محبت کے بیان کا حق کبھی ادا نہیں ہوسکتا۔ مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ اے کائنات والو سنو۔

ہر چہ گویم عشق را شرح و بیاں
چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں

اب مولانا کا مضمون زبانِ اختر سے سنو، صاحب قونیہ کا مضمون اور درد آج گلشن اقبال کی اس مسجد سے سنو۔ جلال الدین رومیؒ جس نے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار مثنوی کے اور پچاس ہزار اشعار دیوان شمس تبریز کے امت کو پیش کیے وہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے عشق و محبت کی جو شرح بیان کرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر شرح مجھ سے اب تک بیان نہ ہوئی تھی لیکن جب دوبارہ مجھ پر عشق غالب ہوتا ہے، جب میں دوبارہ عشق و مستی میں آتا ہوں تو پہلی تقریر سے شرمندہ ہو جاتا ہوں کہ اللہ کی محبت کے بیان کا حق ادا نہیں ہوا تھا۔ یہ تو مولانا رومیؒ ہیں لیکن ان کے غلام کے ساتھ بھی یہی

معاملہ ہے کہ ہر تقریر پر پہلی تقریر سے شرمندہ ہوجاتا ہوں اور یہ سلسلہ مرتے دم تک اور اگر زندہ رہا تو قیامت تک چلتا رہے گا کیونکہ جہاں اللہ کی ذات ہے، جہاں تجلیاتِ الٰہیہ ہیں وہاں آفتاب نہیں ہے، وہاں نہ گھڑی ہے نہ گھنٹہ نہ زوال ہے نہ فنا، نہ طلوع ہے نہ غروب، نہ صبح ہے نہ شام۔ اس لیے اپنے عاشقوں کو وہ خالقِ آفتاب ہر وقت سرگرم رکھتا ہے، ان کا سورج کبھی نہیں ڈوبتا۔

اب پانچ باتیں سُن لیجیے جو سب کے لیے ہیں، میرے لیے بھی ہیں، آپ کے لیے بھی ہیں۔ اگر کوئی یہ پانچ عمل کرلے تو میرا ستر سال کا تجربہ ہے کہ یقیناً ان شاء اللہ ولی اللہ بن کر مرے گا اور جلد بن جائے گا اور احساسِ بلوغ اور احساسِ ولایت بھی اسے نصیب ہوجائے گا۔

اللہ کے قُرب کی حلاوت

وہ خود سمجھ جائے گا کہ ہماری پلید اور ناپاک زندگی پہلے کیا تھی اور اب کیسی ہے اور بزبانِ حال کہے گا۔

از لبِ نادیدہ صد بوسہ رسید

یہ میرا فارسی شعر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ پر کوئی فدا ہوتا ہے اور اپنا خونِ آرزو کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا پیار اس کو نادیدہ لب سے عطا ہوتا ہے۔ دنیاوی عاشقوں کو ایک بوسہ نہیں ملتا۔ اللہ اپنے عاشقوں کے شکستہ اور ٹوٹے ہوئے دل کے سینکڑوں بوسے لیتا ہے اور وہ لب اللہ

کے پیار کے نظر نہیں آتے مگر دل محسوس کرتا ہے۔

من چہ گویم روح چہ لذت چشید

میں نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی روح کیا مزہ پاتی ہے اپنی شکستِ آرزو سے۔

اب اُس عالم کی بات پیش کرتا ہوں کہ ہم کیسے ولی اللہ بنیں اور جلد سے جلد اللہ کی دوستی کا تاج ہمارے سر پر آجائے۔ اگر بندے ہیں تو ان شاء اللہ خواجہ حسن بصری ہوجائیں گے اور بندیاں رابعہ بصریہ ہوجائیں گی۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشان ست

دروازۂ ولایت تا قیامت کھلا رہے گا

اللہ کی رحمت کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے، یہ نہ کہو کہ بڑے بڑے اولیاء چلے گئے اب وہ زمانہ نہیں ہے۔ نہیں! وہی زمانہ ہے جب خالقِ زمانہ موجود ہے تو زمانہ کیا بیچتا ہے۔

ہمارے دادا پیر حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم آج بھی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اولیاء موجود ہیں۔ کرسیاں پُر ہیں، بھری ہوئی ہیں، کوئی کرسی ولی اللہ کی خالی نہیں۔ بس ہماری آنکھوں میں قصور

آ گیا ہے اور فتور آ گیا ہے۔ حکیم الامت نے قسم کھا کر یہ شعر پڑھا تھا۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشان ست

وہ رحمت کا بادل آج بھی برس رہا ہے جو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور خواجہ بہاؤ الدین نقش بندیؒ اور چاروں سلسلوں کے اولیاء پر برسا تھا۔ جو ابرِ رحمت اس وقت برس رہا تھا وہ آج بھی موجود ہے۔

خم وخم خانہ با مہر ونشان ست

اللہ کی محبت کے شراب خانے اور اللہ کی محبت کے خم و سبو، شرابِ محبت کے مٹکے اور بوتلیں سرکاری مہر لگی ہوئی آج بھی سیل بند ہماری طلب کے انتظار میں ہیں، ہماری آہ و فغاں، ہماری اشکبار آنکھوں کے انتظار میں ہیں۔ اُس شرابِ محبت کے مست آج بھی موجود ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔

اہل اللہ کی غلامی اور اتباع کی برکات

لیکن آہ! لوگوں نے اللہ والوں کو نہیں پہچانا کہ اللہ والوں کی غلامی سے کیا ملتا ہے۔ میرا مطالعہ زیادہ وسیع نہیں ہے، لیکن بڑے بڑے علماء دین اللہ تعالیٰ کے کرم سے اس وقت میری بات سن کر حیران ہیں اور افریقہ، برطانیہ، امریکہ، بنگلہ دیش، کشمیر، ہندوستان ساری دنیا کے علماء میں میری کتابیں پڑھی جارہی ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ یہ اللہ والوں کی غلامی کا صدقہ ہے۔ اللہ والوں

کی خدمت رائیگاں نہیں جاتی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے آپ کا ایک ہی بیٹا ہو اور آپ کو بہت پیارا ہو اور اس کی خدمت میں کوئی رہتا ہو۔ باپ دوسرے ملازمین کی استعداد اور نالج (knowledge) پوچھے گا لیکن اپنے پیارے بیٹے کے خادم کی قابلیت نہیں پوچھے گا۔ باپ یہی کہے گا کہ جو میرا بیٹا کھائے گا وہی میرے بیٹے کا خادم بھی کھائے گا، یہ جگری دوست ہے میرے بیٹے کا۔ تجربہ کی بات کہتا ہوں۔ اللہ والوں کی دوستی سے آپ کو بلا قابلیت وہ مقام ملے گا کہ بڑے بڑے قابل اس مقام سے حیران رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی برکت سے حق تعالیٰ کی رحمت کا ظہور ہوتا ہے کہ اگرچہ یہ بندہ ابھی خود محبوبیت کے اس مقام پر نہیں ہے مگر میرے نہایت پیارے اور نہایت محبوب اولیاء کا خادم ہے۔ اس کو کیسے میں اپنی رحمت سے محروم کردوں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے عاشقوں اور اولیاء کی خدمت کو رائیگاں نہیں کرتا۔

آج میں نے راز ظاہر کردیا کہ آپ لوگ میرے پاس کیوں آتے ہیں۔ ہماری کوئی محنت نہیں، صرف اللہ والوں کی صحبت میں، ان کی خدمت میں اختر نے جان کی بازی لگائی ہے اور جان لڑائی ہے۔ دہلی میں میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے میزبان الیاس صاحب دہلوی نے میرے دوستوں پر ایک رات کا راز فاش کیا کہ تم لوگوں کو اختر کی ایک بات سناتا ہوں اور یہ بات بنگلہ دیش میں بھی

سنائی، یہاں بھی اور سعودی عرب میں بھی کہ شیخ شاہ عبدالغنی صاحب میرے مہمان تھے۔ اس وقت اسباب نہیں تھے جس سے حضرت شیخ کو تہجد کے وقت گرم پانی مل سکے تو اختر نے مجھ سے کہا کہ آپ پانی گرم کراکے مجھے دے دیجیے۔ اس کی گرمی کا باقی رکھنا میری ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پانی گرم کرایا اور اختر کو دے دیا۔ اس رات میں نے دیکھا کہ اختر نے اپنے گدے سے گرم پانی کے برتن کو لپٹا لیا اور اپنے پیٹ سے دبالیا اور رات بھر اپنے پیٹ سے لپٹائے ہوئے جاگتا رہا تاکہ پیٹ کے نیچے وہ پانی گرم رہے۔ یہ بات مجھے یاد بھی نہیں تھی۔ یہ الیاس صاحب نے سنائی جو ابھی زندہ ہیں، یہیں پیچھے ان کا مکان ہے۔کبھی آئیں تو تصدیق کرلینا۔

یہ تو ایک رات کی بات ہے۔ جب میرے شیخ کے تالاب میں جون کے مہینہ میں پانی خشک ہو جاتا تو اختر شیخ کے وضو کے لیے لوہے کا گھڑا سر پر رکھ کر ایک میل سے پانی لاتا تھا اور لُو چلتی رہتی تھی۔ آپ لوگوں نے تو مجھ کو یہاں اس وقت پایا جب اللہ تعالیٰ نے میرے لیے رحمتِ خاص کے دروازے کھول دیے اور میرے بڑھاپے پر پینشن جاری کردی۔ میری جوانی آپ دیکھتے تو پتہ چلتا کہ اللہ تعالیٰ نے اختر کو اپنی کس توفیق سے نوازا تھا۔ میرا شیخ ناشتہ بھی نہیں کرتا تھا۔ شیخ ستر سال کے تھے اور میری جوانی تھی لیکن میں نے اپنے شیخ کی محبت میں دس برس تک کبھی ناشتہ نہیں کیا، دس برس تک

فجر سے لے کر ایک بجے دوپہر تک ایک قطرہ چائے نہ پانی کچھ بھی منہ میں نہ جاتا۔ جوانی میں بھوک کتنی لگتی ہے۔ مجھے اس راز کو اللہ کے بھروسے پر فاش کرنا پڑا۔حق تعالیٰ کی کتنی بڑی رحمت تھی اختر پر کہ جوانی میں دس برس تک بغیر ناشتہ کے رہا ہوں اور یہ فعل میرا اختیاری تھا۔ میرے شیخ کے گھر والوں نے ناشتہ کی پیشکش کی تھی مگر میں نے کہا کہ چونکہ میرے حضرت ناشتہ نہیں کرتے تو مجھے شرم آتی ہے کہ میرا مرشد ناشتہ نہ کرے اور میں ناشتہ کر لوں۔ میرا ناشتہ شیخ کی محبت اور ذکروتلاوت و اشراق سے ہوتا تھا اور اس کی لذت آج تک محسوس کرتا ہوں۔ لہٰذا حضرت جب ایک بجے کھانا کھاتے تھے تو میں بھی حضرت کے ساتھ ایک بجے کھاتا تھا۔ مگر جو مزہ مجھ کو ملتا تھا اس کو بس مت پوچھو۔

تو آج میں آپ لوگوں کو شارٹ کٹ **(Short cut)** راستہ بتاتا ہوں کہ دنیا میں جس ولی اللہ سے یا ان کے غلاموں سے مناسبت ہو اس کی خدمت اور محبت کرو مگر اخلاص کے ساتھ۔ اللہ کے یہاں محبت وہی مقبول ہے جو اتباع کے ساتھ ہو،شیخ کے مشورے پر جان کی بازی لگادو، اخلاص کے ساتھ، اللہ کے لیے۔

عِلمِ لَدُنّی کا ثبوت نص قطعی سے

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ایک عالم نے کہا اور یہ سید احمد صاحب

عالم نہیں تھے مگر علماء ان سے بیعت تھے،ان کی نسبت اتنی قوی تھی، علم لدنی حاصل تھا۔ ایک عالم مولانا عبدالحی بڑھانوی نے کہا کہ مجھے دو رکعت ایسی پڑھوادیجیے جس میں وسوسہ نہ آئے، پوری نماز میں اللہ اکبر سے لے کر سلام پھیرنے تک میرا دل اللہ کے سامنے پیش رہے۔ فرمایا اچھی بات ہے، دیکھی جائے گی کبھی۔ بس ایک رات سید صاحب کو القاء ہوا کہ آج اس کو وہ نماز پڑھوا دو۔آسمان سے دل پر حکم آ گیا۔ بس حضرت سید احمد شہید اٹھے، مولانا کو جگایا اور فرمایا، ''مولانا اللہ کے لیے اٹھ جایئے۔'' مولانا اٹھ گئے پھر فرمایا ''مولانا اللہ کے لیے وضو کرلیجیے'' مولانا نے وضو کرلیا۔ پھر فرمایا، ''مولانا اللہ کے لیے دو رکعت پڑھ لیجیے'' وہی نماز جو ان کی تمنا تھی پاگئے۔ اسی ادا پر حضرت سید احمد شہیدؒ سے بیعت ہوگئے۔ بڑے بڑے علماء سید صاحب سے بیعت تھے اور خود سید صاحب عالم نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ بعض کو علمِ لدنی عطا فرماتا ہے۔ یہ تصوف بلا دلیل نہیں ہے۔

﴿ وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً ﴾

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم جس کو چاہتے ہیں علم لدنی عطا کرتے ہیں، اس کو آسمان سے علم عطا ہوجاتا ہے۔

ایک بے پڑھے لکھے شیخ عالم نہیں تھے۔ ایک مفتی صاحب نے ان بزرگ سے کہا کہ اس جوان کی زندگی مت ضائع کرو جو اُن

کی خدمت میں رہتا تھا۔ اس کو میرے مدرسے میں بھیج دیجیے۔ فرمایا پہلے آپ اس سے کوئی سوال کرلیں، یہ قابل نہیں مقبول ہے۔ آپ سوال کرکے دیکھئے۔ تو اس عالم نے سوال کیا کہ وضو کرتے وقت فرض کو مؤخر کیوں کیا جب کہ فرض کا درجہ زیادہ ہے اس لیے پہلے منہ دھونا چاہیے تھا جو فرض ہے لیکن ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ناک میں پانی لینا سنت ہے تو یہاں سنتوں کو فرض پر کیوں مقدم کیا؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ فوراً آسمان سے اس کے دل میں آواز آگئی۔ اس نے کہا کہ سنت کو فرض پر اس لیے مقدم کیا کہ سنت مکمّل فرض ہے، سنت سے فرض کی تکمیل ہوتی ہے۔ وضو کے صحیح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ پانی کا رنگ اور ذائقہ اور بو صحیح ہو۔ تو پانی ہاتھ میں لینے سے پانی کا رنگ نظر آجائے گا کہ رنگ تبدیل تو نہیں ہوچکا اور پانی وضو کے قابل ہے یا نہیں۔ اس کے بعد کلی کرنا سنت ہے تاکہ پانی کا ذائقہ معلوم ہوجائے کیونکہ اگر ذائقہ بدل جائے تو پانی وضو کے قابل نہیں رہتا۔ اس کے بعد ناک میں تین دفعہ پانی لینے کا حکم ہے تاکہ سونگھ کر پتہ چل جائے کہ پانی سڑا ہوا تو نہیں ہے اور وضو کے قابل ہے۔ پس فرض کی تکمیل کے لیے سنت کو مقدم کیا۔ یہ حکمت ہے وضو میں سنتوں کی تقدیم کی۔ بس اس عالم کے ہوش اڑ گئے کہ یہ بچہ جس نے مدرسہ کا منہ نہیں دیکھا کہاں سے جواب دے رہا ہے۔

وہ قابل تو نہیں تھا لیکن خدمتِ شیخ کی برکت سے

مقبول ہوگیا۔ جب مقبول ہوگیا تو جس کا مقبول ہے وہ اس کی آبرو کی لاج رکھتا ہے جیسے آپ اپنے پیاروں کی لاج رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیاروں کی لاج رکھتے ہیں۔

حصول ولایت کے پانچ اعمال

اب میں متن پیش کرتا ہوں یعنی پانچ اعمال جن سے آپ کو ولایت کا اسٹرکچر (**Structure**) اور فنشنگ (**Finishing**) معلوم ہو جائے گا۔

ا۔ اہل اللہ کی مصاحبت

روئے زمین پر جس کسی اللہ والے سے مناسبت ہو اس کی صحبت میں رہا کرو اور خواتین اس کی باتیں اور تقریر سنتی رہیں اور اس کی کتابیں پڑھتی رہیں۔ مرد آنکھوں سے صحبت یافتہ ہوں گے اور عورتیں کانوں سے صحبت یافتہ ہوجائیں گی۔ اس اللہ والے کا فیضِ نسبت اور دردِ دل الفاظ کے ذریعے کانوں سے ان کے دل میں اتر جائے گا۔ رابعہ بصریہ ہوجائیں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس کی دلیل **کونوا مع الصادقین** ہے جس کا ترجمہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں رہ پڑو۔ لیکن کتنا عرصہ اللہ والوں کے ساتھ رہو؟ تفسیر روح المعانی پیش کرتا ہوں جو عربی زبان میں سب سے بڑی تفسیر ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں **خَالِطُوْ هُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ** اتنا زیادہ اللہ والوں کے ساتھ رہو کہ ان ہی جیسے ہوجاؤ۔ اگر ان

جیسے نہیں ہوئے تو تمہارا کونوا جو ہے کونوا نہیں ہے کانا ہے۔ تم دردِ دل سے اللہ والوں کے ساتھ نہیں ہو، جانبازی کے ساتھ نہیں ہو، اخلاص کے ساتھ نہیں ہو، خشیت اور ہیجڑے پن کے ساتھ ہو کہ جہاں تمہیں آسانی ملتی ہے شیخ کے ساتھ رہتے ہو، جہاں کہیں مشکل لگتی ہے، گناہ سے جہاں بچنا ہوتا ہے تو شیخ کا ساتھ چھوڑ دیتے ہو اور حرام لذت سے اپنی جان کو آشنا کرکے اس کو ناپاک اور پلید کرکے مقام لید پر پہنچ جاتے ہو۔ بھلا یہ رفاقت ہے شیخ کی! یہ رفاقت نہیں ہے، ایسا شخص شیخ کے ساتھ ہوکر بھی ساتھ نہیں ہے۔

۲۔ ذکراللہ پر مداومت

شیخ جو ذکر بتادے اس پر مداومت کرو، ہمیشگی کرو کبھی ناغہ نہ کرو، تھک جاؤ تو تعداد کم کردو مثلاً اگر سو دفعہ ذکر کرتے ہو تو دس مرتبہ کرلو مگر ناغہ نہ کرو اور اپنے نفس کے گریبان میں منہ ڈالو اور پوچھو کہ تمہارے کتنے دن رات ایسے گذرے ہیں جس دن تم نے ایک دفعہ بھی اللہ نہیں کہا اور کھانا کھا کر سوگئے حالانکہ کوئی عذر نہ تھا۔ اگر کسی دن زیادہ تھک گئے اور سو دفعہ پڑھتے تھے تو دس دفعہ پڑھ لو اور اگر تین سو مرتبہ پڑھتے تھے تو اس دن تیس مرتبہ پڑھ لو تو تمہارا تین سو ادا ہوجائے گا کیونکہ ایک پر دس کا وعدہ ہے۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب نے اپنے مرشد حکیم الامت

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ آپ نے مجھ کو ستر مرتبہ صلوٰۃ بھیجنا بتایا ہے اور میں جون پور کی شاہی مسجد میں سولہ سبق پڑھاتا ہوں اور سب موقوف علیہ سے اوپر کے ہیں یعنی مشکوٰۃ شریف اور جلالین کے اوپر کے۔ تو حکیم الامت نے لکھا کہ اگر آپ علم دین کی مشغولی سے ستر دفعہ نہیں پڑھ سکتے تو سات دفعہ پڑھ لیں۔ قرآن پاک میں ایک پر دس کا وعدہ ہے۔ تو سات کو دس سے ضرب کرلو، ستر دفعہ ہو جائے گا۔ شیخ ایسا حکیم الامت ہونا چاہیے۔ اگر کسی دن آپ کو سستی ہو اور دل نہیں چاہتا تو کم از کم سو کی جگہ دس مرتبہ پڑھ کر سو جاؤ۔ اگر اتنا بھی نہ کرسکو تو ایسے ظالم مرید کو کہتا ہوں کہ اس دن کھانا مت کھاؤ، بغیر کھائے سو جاؤ۔ کچھ غیرت کرو شیخ کی بات پر۔ ایک وقت نفس کو فاقہ کراؤ۔ یہ نفس بغیر سزا کے صحیح نہیں ہوتا۔ اس کا کورٹ مارشل کرنا پڑتا ہے، مگر روح کو چیف ایگزیکٹو بننا پڑتا ہے۔ روح کا بھی یہ مقام ہونا چاہیے کہ نفس کو سزا دینے کی طاقت رکھے، روحانیت اتنی قوی ہونی چاہیے۔

۳۔ گناہوں سے محافظت

بابِ مفاعلت کیوں استعمال کر رہا ہوں کہ باب مفاعلت میں فعل دونوں طرف سے ہوتا ہے جیسے مقاتلہ میں قتال دونوں طرف سے ہوتا ہے تو محافظت کے معنیٰ یہ ہوئے کہ آپ گناہ سے اپنے کو دور رکھیے اور گناہ کو بھی اپنے سے دور رکھیے، بھاگئے بھی اور

بھگایئے بھی، تب محافظت ہوگی۔ بھاگو اور بھگاؤ۔ معشوقوں کو اپنے سے بھگاؤ اور خود معشوقوں سے بھاگو کیونکہ بعض معشوق ایسے ہیں کہ جس رفتار سے آپ بھاگیں گے وہ اپنی تھوڑی سی اسپیڈ بڑھا کر آپ کو دبوچ لیں گے۔ پھر آپ ایک نئے صوبے دبوچستان پہنچ جائیں گے جہاں عاشق معشوق کو دبوچ لیتے ہیں، لہٰذا اتنا تیز بھاگو کہ فرار میں معشوق کی اسپیڈ آپ کو نہ پاسکے۔ اپنی جان کی بازی لگادو، پھر اللہ تعالیٰ کی مدد آجائے گی۔ اللہ اس دبوچیا یعنی دبوچنے والے کو خود بھگادیں گے۔خوب سمجھ لو کہ گناہ سے خود بھاگو اور گناہ کو بھگاؤ۔ اگر آپ کے کمرے میں کوئی معشوق آجاتا ہے تو آپ اس کو کمرے سے بھگادیجیے اور صاف کہہ دیجیے کہ آپ میرے ایمان کے لیے مضر ہیں، آپ کہیں دور جاکر بیٹھیے۔ اگر اس کو دعا تعویذ چاہیے تو کسی اور کے ذریعے بھجوادیجیے، آپ بیچ میں کوئی رابطہ بنالیجیے یا کہیے کہ کسی کو بھیج دیجیے میں اس کو تعویذ دے دوں گا، آپ کے خط کا جواب لکھ دوں گا وہاں جاکر پڑھ لینا۔ اس میں بھاگنا بھی ہے بھگانا بھی ہے، بھاگو اور بھگاؤ، جاگو اور جگاؤ۔

۴۔ اسبابِ گناہ سے مباعدت

گناہ کے جو اسباب ہیں ان سے آپ دور رہیے اور ان کو دور رکھیے مثلاً لڑکیاں پی۔ اے (**P.A**) مت رکھو ورنہ بے بچے

ہر وقت پٹے رہو گے۔ دنیا کا نقصان برداشت کر لو لیکن اللہ کو ناراض نہ کرو۔ یہ نہ سوچو کہ اگر اپنے جنرل اسٹور میں لڑکیاں رکھیں گے تو لڑکیوں کی وجہ سے گاہک زیادہ آئیں گے۔دنیا تو ملے گی مگر مولی نہیں ملے گا۔ دنیا تو ایک دن لات مارے گی اور قبر میں دفن ہوجاؤ گے پھر دیکھتا ہوں کہ قبر کے اندر کون کام آتا ہے۔

مال واولاد تری قبر میں جانے کو نہیں
تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے چھڑانے کو نہیں
جز عمل قبر میں کوئی بھی ترا یار نہیں
کیا قیامت ہے کہ تو اس سے خبردار نہیں

تو اسباب گناہ سے بھی بچو لڑکے ہوں یا لڑکیاں، یہ قید نہیں کہ ان میں حسن ہو، حسن ہو یا نہ ہو ان سے دور رہو۔ نامحرم عورتوں سے شرعی پردہ کرو۔ چچا زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی یہ جتنے ہمزاد ہیں سب سے بچو اور ایسے ہی چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد بہنوں سے بچو اور بھابھی سے تو بہت ہی بچو۔ بعض وقت میرے پاس ایسے کیس آئے ہیں کہ ایک صاحب نے کہا میری بھابھی دو بجے رات کو آکے مجھے جگاتی ہے اور میرا بھائی ڈیوٹی پر رہتا ہے۔ کہتی ہے کہ مجھے چھوٹے بچے کے لیے دودھ گرم کرنا ہے اور وہاں بلی بیٹھی رہتی ہے، مجھے بلی سے بہت ڈر لگتا ہے۔ بھیا تم چل کے بلی کو بھگاؤ تاکہ میں دودھ گرم کرلوں اور اگر بلی نہ بھی

ہو تو بھی جب تک میں دودھ گرم کروں وہیں کھڑے رہنا، کہیں بلی نہ آجائے۔ اب اس میں کیا کیا راز ہیں۔ بتاؤ ایک غیر محرم مرد سے اس قدر قریب ہونا کہ وہ تنہائی میں باورچی خانے میں بلی بھگائے، یہ سب شیطان کے ہتھکنڈے ہیں۔ آدھی عقل کی ہیں مگر بڑے بڑے عقل والوں کی عقل اڑا دیتی ہیں۔ مگر سب ایک سی نہیں ہوتیں۔ بہت سی اللہ والی ہوتی ہیں۔ مگر چاہے اللہ والی کیا رابعہ بصریہ بھی ہو لیکن تنہائی میں اس کے ساتھ رہنا جائز نہیں یا اس کو دیکھنا اور گندے خیالات پکانا سب حرام ہے۔اسی طرح لڑکوں سے احتیاط کرو خصوصاً جو لڑکے اللہ والے ہوں ان سے اور زیادہ احتیاط چاہیے کیونکہ شیطان یہ کہہ کر کہ یہ اللہ والا ہے اس سے قریب کردیتا ہے اور پھر گناہ میں مبتلا کردیتا ہے کیونکہ جو اسباب گناہ سے قریب ہوا پھر اس کی خیر نہیں۔

تو اسباب گناہ سے مباعدت کے معنیٰ ہیں کہ گناہ کے اسباب سے دور رہو، کسی کو قریب نہ آنے دو۔ اگر گناہ کے اسباب سے قریب ہوگئے تو کب تک بچو گے، ایک دن مبتلا ہوجاؤ گے۔

۵۔ طریقِ سنت پر مواظبت

حضور ﷺ کے طریقِ سنت پر قائم رہنا، یہ شریعت و طریقت کی جان ہے اور اللہ تعالیٰ کا پیارا بننے کا قریب ترین راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾

اے نبی آپ اعلان کردیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری چلن چلو اللہ تم کو پیار کرلے گا۔ میں اللہ کا ایسا پیارا ہوں کہ جو میری چلن چلتا ہے اللہ اس کو بھی اپنا پیارا بنالیتا ہے۔ میرے دوشعر ہیں ؎

گر اتباع سنت نبوی کا ہو چلن
رفتار سے پوچھے کوئی رفتار کا عالم
نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

خانقاہ سے میرا رسالہ مفت ملتا ہے پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتیں، اس کو حاصل کرلو اور اس پر عمل کرو۔ اگر مفت میں بھی نہ پیو تو کیا بات ہے۔ انگریزوں نے تو چائے مفت کی پلائی، تم نے خوب پی یہاں تک کہ اب خرید کے پیتے ہو اور میں مفت کی پلا رہا ہوں تو میری مفت والی بھی نہیں پیتے۔ بس میری تقریر ختم۔ یہ پانچ باتیں یاد کرلیجیے۔ یہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو ولی اللہ بنادیں گی اور جلد بنادیں گی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا ولی اللہ بنانے کی یہ پانچ باتیں ضمانت ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یارب العٰلمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔

☆☆☆☆☆